# وہ لڑکی

## ایم۔ رحمٰن

160، غالب اپارٹمنٹ، پروانہ روڈ، پیتم پورہ، دہلی۔34، موبائل:9899934038، ای۔میل:mrahmandelhi6@gmail.com

وہ ایک لڑکی تھی—

گھر لوٹنے کے بعد رات بھر خوابوں کے سوئٹر بنتی رہتی اور سارا دن دفتر میں اونگھتے اونگھتے اسے ادھیڑتی رہتی تھی— اس ادھیڑ بن میں اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب اس نے مہندی ہاتھوں میں لگانے کے بجائے بالوں میں لگانا شروع کردی۔

مان لیں کہ وہ ایک سانولی لڑکی تھی، مگر دیکھنے میں جاذب نظر، گوری لڑکیوں کو بھی مات دینے والی— بس وہ تو وہ تھی— اس نے آنکھیں جہاں کھولی تھیں وہ ایک گاؤں تھا جو نہ جانے کب کا ڈوب گیا تھا۔ اس کی تعلیم و تربیت بھی قصبے میں ہوئی تھی اور پھر قصبے کی لڑکی راجدھانی پہنچ گئی۔

یوں بھی لڑکیوں اور عورتوں کے اپنے گھر کہاں ہوتے ہیں—؟ وہ تو اکثر باپ یا شوہر اور ان کے وارثوں کے ہی ہوتے ہیں نا!

اس لڑکی کا گھر تو نہ باپ کا ہے اور نہ شوہر کا بلکہ کرایہ کا ہے— خواب بُن بُن کر ادھیڑتی رہتی ہے یہ لڑکی— خواب بنے گی تو ادھیڑنے بھی پڑیں گے۔

ویسے بھی لڑکی بدل رہی ہے نام، گھر، مذہب، نوکری، رشتے، گھر، باہر، شہر اور ملک۔ ہر دفعہ گھر کے قید خانے سے بھاگنے کی کہانی۔ وہ جب جب بھاگی ہے زندگی کے گھُن لگے فریم اور روایت کی چوکھٹ توڑ کر— تب تب کچھ دنوں کی شور اور بھاگ دوڑ تلاش گم شدہ کے چینل پر آجانے سے وہ پھر سے پکڑی گئی ہے— راہ فرار بھی تو ضروری نہیں ہے—

وہ نوکری کی تلاش میں راجدھانی پہنچ گئی ہے— اس لڑکی کو ہاسٹل میں کیسے جگہ ملی اسے بھی میں جانتا ہوں۔ ماڈرن لڑکیوں کو لگتا ہے کہ جیسے ہاسٹل گھر اور گھر ہاسٹل بن گیا ہے۔

وہ صبح نہا دھوکر اور ناشتہ کر کے دفتر کے لیے نکلتی ہے۔ کبھی کبھی پیدل چلنے لگتی ہے اور خود سے باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتی ہے۔ پیچھے مڑ کر وہ کبھی دیکھتی ہی نہیں— شام میں پڑھنے یا پڑھانے جاتی اور رات تاخیر سے لوٹتی تو کمرہ میں ٹیبل پر ٹھنڈا کھانا رکھا ہوا ہوتا ہے۔ کبھی خود کھا لیتی یا وفادار کتوں کو کھلا دیتی— رات کے خطروں سے نمٹنے کے لیے کتوں کے جھنڈ اس کے اچھے دوست بن گئے تھے—

بہت دنوں تک اسے سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ لڑکیاں اسے مس سکسٹی نائن کیوں کہتی ہیں؟ جب پتہ چلا تو وہ ایسے بیہودہ الزامات سے پریشان ہو اٹھی۔ کمرے کا نمبر تو کچھ دنوں کے بعد بدل گیا، لیکن اسے اب بھی لگتا تھا کہ جیسے سکسٹی ٹائن کا اسٹیکر اس کے جسم پر چسپاں کردیا گیا ہے۔ ٹھیک ویسے ہی جیسے کالج کے دنوں میں 'ٹچ می ناٹ' کا اسٹیکر چپک گیا تھا— وہیں رہ کر رات رات بھر جاگ کر اس نے سکینڈ سیکس سے لے کر سیکس اور مدر سے سوئٹ بوائے تک اسٹڈی کی۔ فلم اور ناٹک دیکھنے کے لیے اسے بہت دور جانا نہیں پڑتا تھا—

ہاں! کبھی کبھی سمینار یا تصویری نمائش میں چلی جاتی اور اسی بہانے کچھ کچھ محبت ہوجاتی۔ ڈیٹنگ، پینٹنگ کے لیے بیوٹی پارلر جانا اس کا معمول تھا— کبھی کبھی اسے نیند آتی ہی نہیں تھی۔ ایسے میں بغیر نیند کی گولیاں کھائے اسے چین نہیں پڑتا تھا۔ وہ گولیاں تب تک کھاتی رہتی جب تک مقصد حاصل نہ ہوجاتا۔ نیند میں یہاں وہاں بھٹکتی تھی جانے کہاں کہاں— جانے وہ کب سوتی جاگتی تھی۔

دفتر میں اس کا کام تھا باس کی بیوی کے ناولوں کو ٹائپ کرنا— کاغذات پر مہر لگانا— ٹیلی فون کے نمبر کو انگلیوں سے دبائے رکھنا— خالی وقتوں میں میگزین کے صفحات پلٹتے رہنا— رات میں وہ عجیب سے خواب دیکھتی—

صبح جب اسے ہوش آتا تو اخبار بتاتا کہ کل اس کا اغوا ہوا تھا۔ اس نے خودکشی کرلی— پھر وہ سوچتی، چلو میں تو بچ گئی اخبار والوں کی خبر بنتے بنتے'۔ اب رفتہ رفتہ اسے سمجھ میں آنے لگا کہ راجدھانی کا سچ کیا ہے؟ اسے احساس ہوا کہ یہاں اتنے بڑے جگمگاتے شہر میں کسی کو کسی کی پروا نہیں—

ایک دن اچانک اُس نے سوچا اور فیصلہ کیا کہ وہ اب مزید ہاسٹل

میں نہیں رہے گی۔ وہ نہیں رہنا چاہتی ہاسٹل میں یا ہاسٹل چھوڑ کر کرایہ کے مکان میں کسی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے— یوں بھی اکیلی لڑکی کو تو کوئی بہادر محافظ چاہیے نا— باہر اکیلی لڑکی کیسے رہ سکتی ہے؟

ایک دفعہ تو معلوم یہ ہوا کہ وہ لڑکی کہیں کرائے کے مکان میں رہنے لگی ہے۔ میں نے بھی راحت کی سانس لی۔

چلو آفت ٹلی— ایسی تعلیم یافتہ دوشیزہ کو سنبھالنا یا ذمہ داری قبول کرنا جیب میں ٹائم بم لے کر چلنے جیسا ہے— میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک دن وہ لوٹ آئے گی— مگر چند دنوں بعد وہ واقعی لوٹ آئی۔

مجھے دیکھتے ہی بلک بلک کر ایسے رونے لگی جیسے سسرال والوں نے جہیز نہ لانے کے لیے گھر سے نکال دیا ہو—

پوچھا تو کہنے لگی— کہاں بھیج دیا آپ نے مجھے؟ ہر وقت مجھے ایسے دیکھتے ہیں جیسے پھاڑ کھائیں گے— باہر لوگوں کے سامنے مجھے بدچلن، کیریکٹرلیس کہہ کر بدنام کرتے ہیں اور آپ پر الزام لگاتے ہیں۔ پہلے آپ نے خود بھیجا— اور اب مجھے کسی دوسرے کے حوالہ کر دیا۔ ایسا تو نہیں، خود ہی تمہارا فیصلہ تھا— ہاں! ہاں میں نہیں رہ سکتی اب اور کسی کے پاس۔ آپ کے سماجی درندوں سے بھی ڈر لگتا ہے— آپ مجھے پلیز بلا لیجیے؟ میں ابھی اور جینا چاہتی ہوں—

سنتے سنتے جی میں آیا کہ نیند کی گولیاں کھا کر سو جاؤں یا پھر یہ صفحہ پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دوں۔ بھاڑ میں جائے لڑکی کی یہ کہانی— میں نے اپنا پیچھا چھڑانا چاہا— مگر وہ ضدی لڑکی ماننے کو تیار ہی نہ ہو۔

اچھا، بابا اچھا— میں تمہارا انتظام کرتا ہوں— اتنا کہہ کر میں ٹیلی فون کا بٹن دبانے لگا۔

'ہیلو، !رستوگی بول رہا ہوں'۔

کیا ہو رہا ہے یار؟

وہ لڑکی پھر واپس آ گئی— کیا کروں؟ بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں— میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ میرے بس کی نہیں ہے کہانی وہانی— نہیں یار! وہ اچھی لڑکی ہے۔ نہیں— نہیں یار! اسے بھی گود لے لو— فون رکھا تو لڑکی کی زبان پھر چلنے لگی۔ اب کسی کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی— آپ نے پیدا کیا ہے تو بھگتیں بھی آپ ہی۔ کیا سمجھتے ہیں مجھے— جب چاہا پیدا کیا— جب چاہا بنا دیا— نہیں سنبھل پائے تو بے سہارا چھوڑ کر بھاگے یا کسی اور کے ہاتھوں قتل کروا دیا۔ نہیں میں آپ کو یوں بھاگنے نہیں دوں گی— میں چلایا— کیا مصیبت گلے میں ڈال لی؟

شام کو پارٹی میں ایک اور دوست سے مشورہ لیا تو کہنے لگے— ارے اس میں کیا مصیبت ہے؟ سمجھا بجھا کر بھیج دو— اس سے زیادہ بھلا تم اور کر بھی کیا سکتے ہو—؟

میں نے کچھ کہنا چاہا تو بولے— خود کو ایکسپوز کرنے میں ڈر لگتا ہے؟ ڈرو مت، مکمل ہونے دو کہانی کو اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے۔

واپس لوٹا تو بری حالت تھی اور لڑکی انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی— پوری رات یوں لگا جیسے دونوں دوڑ رہے ہیں۔ کبھی وہ آگے اور کبھی میں— دوڑتے دوڑتے میں ایک دم نڈھال ہو کر گر پڑتا ہوں اور وہ نہ جانے کتنی دور تک دوڑتی رہی ہے—

آنکھیں کھلیں تو وہ لڑکی نہیں تھی—

○○

# قلمکاروں سے گزارش

- ہمیں آپ کی گراں قدر نگارشات کا بہت بڑا ذخیرہ بذریعہ ڈاک و ای۔میل موصول ہوتا ہے جس میں زیادہ تر مضامین، شاعری اور افسانے/کہانیاں ہوتی ہیں، وقت کی کمی کے باعث سب کا جواب دینا یا نگارشات واپس کرنا ممکن نہیں ہوتا، اس کو آپ ہماری بے رخی پر محمول نہ کریں بلکہ ہماری مجبوری سمجھیں۔ اگر تین ماہ کے اندر آپ کی تخلیق شائع نہ ہو یا اشاعت کے بارے میں اطلاع نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ ادارہ اس کی اشاعت سے قاصر ہے۔
- قلمکاروں سے ایک گزارش اور ہے کہ بذریعہ ای۔میل اپنی تخلیقات بھیجنے سے قبل اپنی تخلیقات کو ایک بار ضرور پڑھ لیں تاکہ اس میں پروف کی غلطیاں کم سے کم رہیں۔

—ادارہ